

خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا عبدالمعتم حقانی

معاون مفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اسلام کا نظام وراثت دورہ میراث کی تقسیم اسناد کی تقریب

دارالعلوم کے مفتی حضرت مولانا سیف اللہ حقانی علم میراث کی اہم کتابوں کا الگ کورس کرواتے ہیں اس کورس سے فارغ شدہ ساڑھے چار سو طلباء کو دارالحدیث قدیم میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے علم میراث کی تحصیل کے اسناد تقسیم کیں۔ تقریب میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے اسلام کے نظام وراثت پر فی البدیہ جامع خطاب سے حاضرین کو نوازا جسے ٹیپ ریکارڈز کی مدد سے مولانا عبدالمعتم نے قلمبند کیا۔ افادہ عام کی خاطر نذر قارئین ہے۔..... ادارہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمان الرحیم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ تعلموا الفرائض والقرآن وعلموها فانی مقبوض (الحديث)

پیارے اور عزیز طلبہ کرام آپ نے بحمد اللہ حضرت علامہ مفتی سیف اللہ حقانی صاحب دامت برکاتہم سے علم الفرائض حاصل کیا یہ بڑی خوشی کا موقع ہے اس پر میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس علم سمیت دیگر تمام علوم سے مالا مال فرماوے۔

علم میراث کی اہمیت: علم الفرائض (میراث) کی بڑی اہمیت ہے دین کے تمام اہم امور اور مامورات یہ سب فرائض ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ سب فرائض ہیں۔ لیکن اس علم کی اتنی اہمیت ہے کہ شرع کی اصطلاح میں جب فرائض کا مطلقاً ذکر ہو جاتا ہے تو اس سے مراد علم المیراث ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ علم بہت مہتم بالشان ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعلموا الفرائض والقرآن وعلموها فانی مقبوض (الحديث) یعنی میراث کا علم حاصل کرو اور قرآن سیکھو اور پھر اس لوگوں میں بھی پھیلاؤ ”فانی مقبوض“ کیونکہ میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں۔ میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ میراث کا علم تو قیفی ہے اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ میراث کے مسائل تو قیفی ہیں اس میں عقل و اجتہاد کو دخل نہیں ہے ہم اس فلسفہ کو پیش سمجھ سکتے کہ کسی کو نصف حصہ اور کسی کو چھٹا اور کسی کو آٹھواں کیوں مقرر

ہے؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: لا تدارون الھم اقرب لکم نفعاً (الایۃ) یعنی تمہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے کون تمہیں نفع کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے اس لئے تقسیم میراث کو آپ کی مرضی پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ شارع نے خود جزئیات تک بیان کر کے معاملہ صاف کر دیا اب چونکہ پوری کفری دنیا اسلام کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور نکتہ چینی بھی کر رہی ہے کہ عورت کا حصہ کیوں نصف مقرر ہوا ہے مرد کے مقابلے میں؟ یہ تو عورت کی تنفیص لگی گئی ہے۔ دنیا کے عقلاء فلاسفر ان کے دانشور اور ہمارے مغرب زدہ بھی کہہ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے خیالات کے مطابق فیصلہ نہیں فرماتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ فیصلہ میں خود کروں گا یو صبیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثلاً، حظ

الانثیین (الایۃ)

تقسیم حصص کی حکمتیں: اور بے شک اللہ تعالیٰ نے حق اور انصاف کا فیصلہ فرمایا ہے اس سے تمام فیصلوں کی طرح عورت کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ نے عدل قائم فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور وہی مالک ہے اسکو اختیار ہے تمام مقادیر شریعہ۔ مثلاً تعداد رکعات نماز اس طرح زکوٰۃ میں عشر نصف عشر اور ربع عشر وغیرہ ان تمام چیزوں کو شارع نے متعین فرمایا ہے ان کو کوئی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ کسی کو کتنا حصہ دیا جائے کسی پر کتنا بوجھ رکھا جائے اور کسی کی کتنی ذمہ داری ہے۔ ان چیزوں کے متعلق اسمبلیوں میں بڑے بڑے ہنگامے ہوتے رہے اور اب بھی جب میراث یا قصاص و دیت وغیرہ کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو یہ لوگ تم لوگوں کے ساتھ بحث مباحثہ کریں گے اور تم پر اعتراضات کریں گے اور ان احکامات کی حکمتیں تم سے طلب کریں گے کہ اسلام نے یہ فیصلے کیوں کئے ہیں۔ عورت کو کیوں محروم رکھا گیا اور اس مرد کے مقابلے میں کیوں نصف حصہ مقرر کیا گیا۔

اسلام کی نگاہ میں عورتوں کی قدر و قیمت: ہم کہتے ہیں کہ اسلام نے جو مقام عورتوں کو دیا ہے کسی اور دین نے نہیں دیا اسلام میں نے تو عورت کو تحت المثریٰ سے عرش تک پہنچایا اور سر پر بٹھایا۔ ورنہ دیگر مذاہب و اقوام تو دور جاہلیت میں عورت کو جانور سمجھتے تھے۔ اور بعض مذاہب کے عقائد میں یہ بھی شامل تھا کہ عورت انسانوں میں شمار نہیں ہے بلکہ یہ کوئی دوسری مخلوق ہے۔ عورت کو اس کے گھر والے جس کے حوالے کر دیتے اسی کے ساتھ جانا پڑتا۔ بعض لوگ عورت کے ساتھ ایسا حقارت آمیز معاملہ کرتے۔ تھے کہ اس کا شوہر فوت جاتا تو بیوی کو بھی اس کے ساتھ زندہ جلا دیتے تھے۔ اسی طرح جاہلیت کے دور میں لڑکیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ ہمارے لئے کوئی کمائی نہیں کرتی ہم اس کا کیا کریں گے اس کو ایک فالتو اور بے کار چیز سمجھتے تھے۔ اس لئے اس کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ جسے قرآن میں مودودہ کہا گیا ہے۔ عورت کو میراث میں بھی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے کہ میراث کا حقدار ان لوگوں کو سمجھا جاتا جو لڑائی کر سکتا ہو اور دفاع کر سکتا ہو۔ لہذا عورت کو میراث نہ ملتی تھی۔ حاصل یہ کہ عورت کی حیثیت گھر کی ایک بھیڑ بکری سے زائد نہ تھی۔

نہیں ہے۔

اسلام نے انسانیت کی قدر رکھائی اور عورت کو مقام دیا اور ایسے ایک عظیم مرتبہ سے نوازا۔ اور مرد کو عورت کی تمام ضروریات کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ حتیٰ کہ عورت کے لئے نوکر رکھنا بھی مرد کے ذمہ ہے۔ اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ میں اختلاف ہے کچھ تو فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے دو ملازم رکھنا ضروری ہے ایک گھر کے کام کاج کے لئے اور دوسرا بیرونی ضروریات کے لئے۔ حالانکہ عورتیں نصف امت ہیں اسلام نے ان کا پورا خیال رکھا۔ ان کا سارا بوجھ مرد پر ڈال دیا کہ مرد سارا دن کھیتوں، کارخانوں وغیرہ میں محنت مزدوری کرے باہر ملک میں جہاں سفر کی مشقتیں برداشت کر کے کمائی کرے اور عورت کی ضروریات کو پورا کرے اور عورت عزت و عفت کے ساتھ گھر کی ملکہ بن کر آرام کی زندگی گزارے۔ جس شخص کی بیٹیاں ہوں تو شادی سے پہلے ان لڑکیوں کی تمام ضروریات و اخراجات باپ پوری کرے گا۔ اور بچوں کی خوب کفالت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بہت ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور انگریز نے یہ قانون پاس کیا کہ عورت کو میراث میں حصہ ملے گا۔ انسان کو اس بات کا صحیح پتہ اس وقت چلتا ہے کہ دین اسلام کا دوسرے ادیان کے ساتھ موازنہ کرے تو تب معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کتنا بڑا دین رحمت ہے اور اصل بات یہ ہے کہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا دین ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو اس تمام کائنات کا خالق مالک و مدبر ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کے مصالح کو خوب جانتا ہے لہذا تمام احکامات الٰہی عدل و حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کے علاوہ کوئی بھی قانون دنیا کو انصاف نہیں دے سکتا۔

میراث کی نزاکتیں:

میراث کا معاملہ بہت نازک ہے اس میں بے ضابطگی ہو جائے تو رشتہ دار اور قربت والے آپس میں لڑ پڑنے ہیں اور خانگی جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے فتنہ عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ معاشرہ خراب اور زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خود فرانس مقرر فرما کر اپنے بندوں پر احسان عظیم فرمایا کیونکہ ایسے باریک معاملات میں عدل قائم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اور اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے علم الہمیراث کے سیکھنے اور سکھانے کی خاص طور پر ترغیب دی اور اس کی اہمیت کو واضح فرمایا کیونکہ امت کو اس کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک تو عالم دین کے لئے عمل میراث سیکھنا فرض عین سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس دور میں قبر ہی پر میت کے ترکہ کی تقسیم کا مسئلہ بتانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ عالم دین جب عوام کے پاس جاتا ہے تو عوام اس سے یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ منطق کے جعل بیسٹ اور جعل مرکب کیا ہوتے ہیں بلکہ عالم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مولوی صاحب قبر پر وعظ کریں گے اور میت کے ترکہ کے حصص متعین کریں۔ اس سے عالم کا امتحان بھی ہو جاتا تھا۔ اور اس سے یہ فائدہ ہو جاتا تھا کہ میراث کے متعلق رشتہ داروں کو میراث کا مسئلہ پوچھنے آتا

ہے تو میں جلدی دارالافتاء بھیج دیتا ہوں کہ مفتی حضرات سے پوچھیں کیونکہ یہ ایک باریک معاملہ ہے اس کیلئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے بڑے بڑے علماء کرام اس سے ڈرتے ہیں۔ الحمد للہ دارالعلوم حقانیہ میں بھی یہ ایک کمی تھی کہ مثلاً علم المیراث پر توجہ نہیں تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی سیف اللہ حقانی صاحب کے ذریعے پوری فرمادی۔ آپ صرف سراجی پڑھنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس میں خوب تجربہ حاصل کریں جدید ترین کتابیں اس علم پر آ رہی ہیں اس وجہ سے علم حساب پر بھی علماء کو توجہ دلانی ہے۔

منطق اور معقولات کی اہمیت: ہماری کوشش ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں تمام علوم زندہ رہیں اب علم معقولات بھی ہر جگہ ختم ہو رہا ہے۔ شرح اشارات، چغنی، شمس بازغہ اور امور عامہ وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ الحدیث بانی دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی کوشش ہوتی کہ یہ چیزیں ختم نہ ہو جائیں کیونکہ ہزار بارہ سو سال اس پر محنت کی گئی ہے علماء کے بہت سے علمی ذخیرے منطق اور فلسفہ کا بغیر سمجھے نہیں جاسکتے۔ امام راری کی کتابیں اس طرح امام غزالی اور دیگر اکابر کی کتابیں مثلاً مولانا قاسم نانوتوی وغیرہ کی کتابیں انتہائی عمیق منطق اور فلسفہ پر مبنی ہیں اس علم کے سکھے بغیر ان کی تالیفات سے استفادہ مشکل ہے۔

جدید علوم کی اہمیت: الحمد للہ دارالعلوم حقانیہ میں تمام علوم کے حاصل کرنے کا پچھراں نظام موجود ہے۔ حکومتیں اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ یہ علوم نظر انداز کئے جائیں اور ان کروڑ محروم ہو جائے۔ اور یہ مدارس بھی خالص جدید علوم کے ادارے بن جائیں۔ ہم جدید علوم کے خالف نہیں ہیں ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ دارالعلوم کا فاضل سائنس سے باخبر ہو، حساب کتاب بھی جانتا ہو، جغرافیہ سے بھی واقف ہو اور دنیاوی عالمی زبانیں بھی جانتا ہو۔ اور اس سے باخبر ہو اس کی اہمیت کا ہمیں احساس ہے لیکن حکومتیں تو یہ چاہتی ہیں کہ دینی علوم بالکل ختم ہو جائیں اور دین کی حیثیت ثانوی ہو جائے اور یہاں بھی کالجوں اور یونیورسٹیوں جیسا ماحول بن جائے۔ مگر انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

مگر ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ ایک عالم دین دنیوی علوم حاصل کر کے سائنس اور ٹیکنالوجی دونوں کی طرح نوکری کے پیچھے بھاگتا پھرے۔ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر بھی ایک حد تک ضروری ہے۔ کیونکہ آگے سب کچھ اسی پر ہونے والا ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ایک انسان یہ چیزیں سکھے اور پھر ان کا خادم بن جائے۔ نوکری کے پیچھے پھرتا رہے۔ اور یہی چیزیں پھیلاتا رہے اور دین اور خدمت دین کو بھلا بیٹھے لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ طلباء کو کمپیوٹر، خطاطی وغیرہ سکھائیں اور جدید علوم انہیں آراستہ کریں ہم کہتے ہیں کہ ہم طلبہ کو یہ چیزیں سکھاتے ہیں لیکن ہمیں یہ ہرگز گوارا نہیں، طلباء و علماء دین کی خدمت چھوڑ کر اور نوکری دنیا داری کے پیچھے لگے رہیں۔ جیسا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کا حال ہے۔ اگر ایسا ہوا تو دینی مدارس کا اصل مقصد ہی ختم ہو جائے گا۔ اور حکومت اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ اگر مدارس کے ڈھانچے باقی رہ جاتے ہیں تو ان کی روح کو ان سے ضرور نکالا جائے۔

مدارس آرڈیننس: حال ہی میں اس کم بخت حکومت نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جو کہ مدارس کی رجسٹریشن اور لازمی نصاب اور مدارس کو ایک بورڈ کے تحت پابند بنانے کے بارے میں ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس آرڈیننس کو ناکام بنا دے اور ہم سب اس آرڈیننس کی مزاحمت کریں گے۔ اب بھی تھوڑی دیر پہلے پریس والوں نے مجھ سے اس آرڈیننس کے بارے میں پوچھا میں نے کہا ہم اس آرڈیننس پر لعنت بھیجتے ہیں یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں کہ ہم یہ سارا نظام حکومت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔ اگر مشرف اپنے امریکی آقاؤں کو خوش کرنا چاہتا ہے تو وہ ان کو خوش کرتا رہے لیکن ہم مشرف کے امریکی آقاؤں کے لئے اپنا دین اور یہ نظام نہیں تباہ کر سکتے۔

دشمنوں کی مدارس پر بری نظریں:

امریکہ اور تمام یورپی ممالک کو معلوم ہے کہ اسلام صرف اور صرف دینی مدارس کی بدولت بچا ہوا ہے اور ہماری مقاومت اور مزاحمت انہی کی طرف سے جاری ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے وہ طلبہ جو کہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اسی طرح جان کی بازی لگا کر ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

گویا انہوں نے اپنا اصلی دشمن جان کر اپنی طاقت اور ناپاک پالیسیوں کی بدولت اب ان کا صفایا کرنا چاہتے ہیں۔ اور حکمران طبقہ نے پوری خلوص اور وفاداری کے ساتھ امریکہ کے ان ناپاک پالیسیوں کی حمایت اختیار کر رکھی ہے اور مساجد و مدارس شعاۃ اللہ کی بے حرمتی کر رہا ہے نیز حکومت علماء اور طلباء پر قسم قسم کے الزامات لگا کر انہیں بدنام کر رہی ہے۔ معمولی شک و شبہ کی بنا پر راسخ العقیدہ مسلمانوں کی پکڑ ڈھکڑ جاری ہے۔

الغرض امریکہ کے سامنے اپنے آپ کو وفادار بنانے کی خاطر ملک و ملت کی تمام دینی و دنیوی مفادات کو داؤ پر لگایا ہے۔ حکمرانوں کا یہ طرز عمل اپنے پاؤں پر کلھاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

امریکہ ہمارے ایٹم بم سے نہیں ہمارے جذبہ ایمان سے خوفزدہ ہے:

امریکہ اگر مشرف سے پاکستان کا ایٹم بم چھین بھی لے تو مسلمانوں کا جذبہ ایمان تو نہیں خرید سکتا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ فلسطینی مسلمان صرف غلیل کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں اور دین کے جذبے سے سرشار نوجوان اپنے بدن سے بم باندھتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو بھی شہید کر دیتے ہیں اور دشمن کے جسموں اور ٹینکوں کے بھی ہوا میں پر خچے اڑا دیتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی بچیاں نکل آتی ہیں اور اپنے سینوں سے بم باندھ کر نعرہ تکبیر کے ساتھ اپنی جان بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دیتی ہیں اور کافروں کے مجموعوں کو بھی تہس نہس کر دیتی ہیں۔ روس اور امریکہ سب حیرانی میں پڑے ہوئے ہیں کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ ان لوگوں کو ایسا فدا کی بنا دیتا ہے۔

یاد رہے! کہ اپنے خالق و مالک کی رضا کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہید کے ساتھ کئے گئے سچے وعدے ان کے سامنے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کو اپنی جان کی بازی لگانا

آسان ہو گیا ہے۔ اینٹیم ہم تو بہت سے ممالک کے پاس موجود ہے لیکن امریکہ کو ان سے وئی ذر نہیں جس چیز کی وجہ سے امریکہ یورپ پر لرزہ طاری ہوا ہے وہ مسلمانوں کا جذبہ ایمان ہے کہ ان کو پاکستان کا اینٹیم ختم کرنا اتنا اہم نہیں رہا جتنا کہ مسلمان کا جذبہ ایمان ختم کرنا ان کے نزدیک اصل کام ہے۔

روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

اس مقصد کے حصول کے لئے وہ قسم قسم کی سازشیں کر رہے ہیں، فحاشیاں پھیلاتے ہیں، این جی اوز کے ذریعے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اور مدارس کے خلاف سازشیں بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ مدارس کو اپنے قبضے میں لے لیا جائے ان میں مخلوط نظام تعلیم چلایا جائے۔
ڈگری یافتہ مولویوں کا سطح نظر دنیا میں جاتی ہے:

اور علماء کو نوکری کا لالچ دے کر ان کے دین کو مجروح کیا جاوے۔ والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقہ فرمایا کرتے تھے کہ سکول ماسٹر ہرگز نہ بن جائیں۔ اور مولوی فاضل نہ کریں کہ یہ مولوی پاگل ہے کیونکہ جو مولوی حضرات یہ ڈگری حاصل کرتے ہیں وہ پھر نوکری کے پیچھے پاگلوں کی طرح گھومتے پھرتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ علما کے ساتھ بڑے مشفق تھے۔ انہوں نے حکومت پر زور لاکر ہماری مدارس پر ڈگری منظور کروائی۔ تاکہ علماء سکولوں میں نوکری کر کے دو ڈھائی ہزار روپے ماہانہ کمائی کر سکیں۔ اور یہ کہ علماء کی مختلف شعبوں میں موجودگی ضروری ہے تاکہ ہر شعبہ (سکول وغیرہ) میں اسلامی نظریات اور دین کی نشر و اشاعت ہو سکے لیکن نتیجہ عموماً یہ دیکھا جا رہا ہے کہ بعض مولوی حضرات نے اس کا غلط فائدہ اٹھایا کہ چند نکلوں کی خاطر سرکاری ڈگری مولوی فاضل کر کے دین کو چھوڑ کر نوکری کو اپنا مقصد اصلی بنالیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی حکومت کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا موقع آیا یا جہاد کا موقع آیا تو کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلے گئے ملازمین کی طرح یہ علماء بھی یہ کہا کرتے تھا کہ ہماری نوکری کا مسئلہ ہے، ہم مجبور ہیں، اس وجہ سے ہم حکومت کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے نہ کسی تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خود واضح احکامات کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ اور پھر اس معاشرہ میں سما جانے کے لئے اپنے دین کو برباد کرتے ہیں لہذا نوکریوں کی ہوس نہ کریں بلکہ دین کو حاصل کر کے خالص دینی خدمات انجام دیتے رہیں۔ یا پھر جس معاشرہ میں بھی جانا مقدر ہو اس معاشرہ میں دینی اور اسلامی انقلاب لانے کے لئے جدوجہد کریں نہ کہ خود مقلوب ہو کر معاشرہ کا رنگ پکڑ لیں۔ بات طول پکڑ گئی اتنی تقریر کا ارادہ نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حکومت کی ان ناپاک سازشوں سے حفاظت میں رکھے۔ اور دنیا پرستی سے ہمیں بچائے۔

اور اللہ آپ سب کے علم و عمل میں برکت ڈالے۔ بس اب تقسیم اسناد شروع ہوگی۔ آخر دعوانا ان الحمد للہ